JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 18, Issue: 01, Jul – Dec 2024

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

مولانا ابو عمار زاہد الراشدی کی تصنیفی خدمات: تجزیاتی جائزہ

Maulānā Abū Ammār Zāhid al-Rāshidī's Scholarly Contributions: An Analytical Study

***Hafiz Haroon Ahmad* ***
CTI (College Teaching Interns) Lecturer, Government Graduate College, Civil Lines, Sheikhupura, Pakistan.
Moazzam Ali* *
College Teaching Interns (CTI) at Government Graduate College, Civil Lines, Sheikhupura.

ABSTRACT

Maulana Zahid Al-Rashdi belongs to a scholarly and religious family. He is the son of sheikh Al-Hadith Maulana Sarfraz Khan Safdar.He is one of the well-known personalities of Pakistan. Maulana opened his eyes in a scholarly environment since his childhood. After receiving his primary education, he got regular religious education in seminary and later on got closely affiliated with the same field. He is considered among the prominent scholars of the era. He also well-known for his writing services and his research articles have been published in many newspapers and journals. The history of more than half a century is hidden in his heart of Maulana Zahid Al-Rashidi, which reaches us from time to time in the form of his articles and writings. He was practically involved in many movements such as Khatm-e-Nabuwwat Movement, Nizam e Mustafa Movement and Shariat Bill. He has written numerous books; with a keen eye on the modern issues of the present day which is reflected in his books. A special feature of his writings is that he present his life experiences and observations to the readers along with the sources. Keeping all these features in mind, I have presented an introduction to his books and an analytical study of nine books, so that the readers can get an insight and get benefit from the same.

Keywords**:** *Rashdi, Various Topics, Analytical Study, modern issues*

تعارف

محمد عبد المتین خان زاہد المعروف ابو عمار زاہد الراشدی، آپ کے والد گرامی کا نام مولانا محمد سرفراز خان صفدر ہے۔ آپ کی

CC BY

پیدائش 28 اکتوبر 1948ء بمقام گکھڑ، ضلع گوجرانوالہ، پاکستان میں ہوئی۔ مولانا کا آبائی گاؤں اچھڑیاں، ضلع مانسہرہ (ہزارہ) ہے۔ ابتدائی تعلیم میں حفظ قرآن کریم، مدرسہ تجوید القرآن گکھڑ سے کیا حفظ کے بعد درسِ نظامی، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے کیا اور پھر فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان (مساوی: ایم اے عربی واسلامیات) بھی ہیں۔

تدریسی خدمات: مدرس درسِ نظامی (مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ، 1980ء تا 1990ء) صدر مدرس و ناظم تعلیمات (جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، 2000ء تا حال)، الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ میں مختلف مضامین کی مستقل تدریس

سیاسی خدمات: سیکرٹری اطلاعات جمیعت علماء اسلام پاکستان (مولانا مفتی محمودؒ کے نائب کی حیثیت سے 1975ء تا 1980ء) ڈپٹی سیکرٹری جنرل جمیعت علماء اسلام پاکستان (1980ء تا 1990ء)۔ نائب صدر اسلامی جمہوری اتحاد، پنجاب (1987ء تا 1990ء)

تحریری خدمات: سے اب تک مختلف اخبارات و جرائد میں علمی، سیاسی اور قومی مسائل پر کم و بیش چار ہزار کے لگ بھگ مضامین و مقالات اور متعدد عنوانات پر کتابی مجموعے اب تک شائع ہوئے ہیں۔

قومی و دینی تحریکات میں حصہ: 1974ء کی "تحریک ختم نبوت" 1972ء کی "تحریک واگزاری مسجد نور" گوجرانوالہ، 1977ء کی "تحریک نظام مصطفیٰ" 1984ء کی "تحریک ختم نبوت" اور 1987ء کی تحریک "شریعت بل" میں سرگرم کردار ادا کیا اور ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ، کیمپ جیل لاہور اور ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا میں مختلف اوقات میں کئی ماہ گزارے۔

تنظیمی خدمات: سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل (1998ء تا حال) بانی و سرپرست ورلڈ اسلامک فورم لندن (1995ء تا حال) سیکرٹری اطلاعات کل جماعتی مجلس عمل ختم نبوت پاکستان، سیکرٹری اطلاعات متحدہ علماء کونسل (1985ء تا 1990ء) سینئر نائب صدر ملی مجلس شرعی پاکستان (تمام مکاتب فکر کے علماء کا مشترکہ فورم) کنوینر رابطہ کمیٹی تحریک انسداد سود پاکستان۔

صحافتی خدمات: (1995ء تا حال) رپورٹر روزنامہ وفاق لاہور، مدیر ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور، مضمون نگار ہفت روزہ خدام الدین لاہور، مدیر اعلیٰ ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ، کالم نگار روزنامہ اوصاف اسلام آباد (1995ء تا 2000ء اور 2014ء تا حال) کالم نگار روزنامہ اسلام لاہور (2001ء تا حال

دیگر ذمہ داریاں: خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ (1980ء تا حال) رکن صوبائی اتحاد بین المسلمین کمیٹی حکومت پنجاب، بانی و ڈائریکٹر الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ (1989ء تا حال) رکن قومی علماء مشائخ کونسل حکومت پاکستان، رکن پنجاب

قرآن بورڈ حکومت پنجاب، رکن ضلعی امن کمیٹی۔

بیرونی تعلیمی و تبلیغی دورے: سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بنگلہ دیش، کینیا، ایران، مصر، ترکی، بھارت، امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، افغانستان۔

سیرت کا عنوان ایک ایسا مبارک عنوان ہے کہ آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے شروع ہوا اور قیامت تک جاری رہے گا۔ چونکہ اس عنوان پر مختلف علوم و فنون کے ماہرین نے کام کیا۔ مقررین و خطباء نے تقریریں کیں، شعراء نے اشعار کے ذریعے خراج عقیدت پیش کیا، سیرت نگاروں نے اس بابرکت اور اعلیٰ عنوان سے سیرابی حاصل کرتے ہوئے اپنی زندگیاں کھپا دیں اور آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی یہ عنوان تر و تازہ اور مزید سے مزید عروج پذیر ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کے نمایاں پہلوؤں میں سے ایک پہلو حقوق کا ہے، آپ ﷺ نے معاشرہ میں رہنے والے تمام طبقات کے حقوق بیان کیے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے قول و عمل سے لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی بے شمار مثالیں پیش کیں ہیں۔ قرآن کریم میں حقوق کے حوالے سے ارشاد ربانی ہے:{

لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ[1]}۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور عالمگیر دین ہے جس میں زندگی کے ہر مسئلے کا حل اور طریقہ موجود ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت تمام انسانوں کے لیے اسوہ حسنہ کا درجہ رکھتی ہے آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں تمام تر امور چاہے ان کا تعلق عبادات، معاملات، معاشرت، حقوق یا کسی بھی شعبہ سے ہو مکمل رہنمائی فرمائی اور آپ ﷺ کا طریقہ موجود ہے، جس کو محدیثین کرام نے بڑی محنت کے ساتھ ایک ایک طریقہ محفوظ کیا اور اُمت پر احسان عظیم کیا۔ آپ ﷺ کے اسوہ کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:{لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [2]}۔

سیرت کے مختلف پہلوؤں پر مولانا زاہد الراشدی کے محاضرت کو یکجا کر کے کتابی شکل دی گئی ہے کیونکہ سیرت کے عنوان پر کسی بھی نوعیت کا کام ہو یا بیان جو آدمی بھی سنتا یا پڑھتا ہے اس کا دل آپ ﷺ کی محبت سے لبریز ہو جاتا ہے۔

کتاب کا نام: **سیرت نبوی ﷺ اور انسانی حقوق**

تالیف: مولانا ابو عمار زاہد الراشدی

اشاعت اول: اکتوبر 2020ء

صفحات: 95

ناشر: الشریعہ اکادمی

زیر نظر کتاب کے شروع میں پیش لفظ ہے جس میں مولانا زاہد الراشدی لکھتے ہیں کہ 2018ء میں الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ میں کچھ فکری نشستوں کا اہتمام کیا، جس کا عنوان "سیرت نبوی ﷺ اور انسانی حقوق" تھا، اسی عنوان کے متعلق کچھ گزارشات پیش کی گئیں۔ یہ کتاب سیرۃ النبی ﷺ اور دعوتِ اسلام پر پیش کیے گئے مختلف محاضرات کی کتابی صورت ہے۔

مولانا زاہد الراشدی نے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے متعلق انسانی معاشرت اور سماجیات کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا طریقہ مبارک یا اسوہ حسنہ کو بیان کیا ہے جس کے تحت بارہ مختلف حقوق کو اپنی فکری نشستوں کی زینت بنایا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

1۔ سیرت نبوی ﷺ اور انسانی حقوق

2۔ سیرت نبوی ﷺ اور معاشرتی حقوق

3۔ سیرت نبوی ﷺ اور معاشی حقوق

4۔ سیرت نبوی ﷺ اور پڑوسیوں کے حقوق

5۔ سیرت نبوی ﷺ اور مزدوروں کے حقوق

6۔ سیرت نبوی ﷺ اور مسافروں کے حقوق

7۔ سیرت نبوی ﷺ اور غیر مسلموں کے حقوق

8۔ سیرت نبوی ﷺ اور افسروں کے حقوق

9۔ سیرت نبوی ﷺ اور مہمانوں کے حقوق

10۔ سیرت نبوی ﷺ اور قیدیوں کے حقوق

11۔ سیرت نبوی ﷺ اور غلاموں کے حقوق

12۔ سیرت نبوی ﷺ اور دعوتِ اسلام

فاضل مصنف نے اس کتاب میں ہر باب کے آغاز میں باب کے موضوع سے متعلقہ تمہیدی گفتگو کی ہے۔ پھر قرآنی آیات کا ترجمہ اور احادیث بیان کی گئی ہیں۔ ہر عنوان پر دو سے تین آیات اور اسی طرح دو سے تین احادیث درج کی ہیں۔ کتاب کا مرکزی موضوع " حقوق کے بارے میں قرآن کریم کا تصور اور اس کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا حقوق کے متعلق طرز عمل، مزاج اور سنت مبارکہ کو بیان کیا ہے "۔ مصنف نے بڑی عمدگی کے ساتھ درج بالا موضوعات کو قرآن و حدیث سے اخذ کر کے پیش کیا ہے اور ان موضوعات سے متعلق بڑی جامع معلومات اور ہدایات پیش کی ہیں۔ کتاب کے آخر میں نبی کریم ﷺ کی دعوت اسلام کے مختلف مراحل ذکر کیے ہیں[3]۔

مذاہب کی تاریخ کے مطالعہ سے ہم پر یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ جب سے یہ کائنات وجود میں آئی ہے تب سے انسان اور مذاہب ساتھ ساتھ ہیں۔ کائنات کے آغاز میں تمام انسانوں کا مذہب ایک تھا مگر وقت گزرنے کے ساتھ انسانوں کی تعداد اور مذاہب میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر اُمت میں خبر دار کرنے والے پیغمبر بھیجے تا کہ بھٹکے ہوئے لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا یا ڈرانے والا آیا ہی نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: {رُّسُلاً مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا[4]}۔ رسول جو خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے تھے تا کہ پیغمبروں کے بعد لوگوں کے لئے اللہ پر کوئی عذر باقی نہ رہے، اور اللہ بڑا غالب حکمت والا ہے۔

اس وقت دنیا میں کئی مذاہب وجود میں آ چکے ہیں جن میں اسلام، یہودیت، عیسائیت، بدھ مت، ہندو مت، زرتشت، تاؤمت، کنفیوشس اور سکھ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

کتاب کا نام: **چند معاصر مذاہب کا تعارفی مطالعہ**

محاضرات: مولانا ابو عمار زاہد الراشدی

اشاعت: اگست 2023ء

صفحات: 160

ناشر: الشریعہ اکادمی، ہاشمی کالونی، گوجرانوالہ

مذکورہ کتاب ایک کورس میں کی گئی گفتگو یا گزارشات کو مرتب صورت میں قارئین کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ تمہیدی گفتگو میں درج ذیل نکات بیان کیے گئے ہیں: تقابل ادیان سے پہلے تعارف ادیان، مسلمانوں کے داخلی مذاہب، اختلاف کے مسلمہ آداب

اور مذاہب کی درجہ بندی[5]۔

مصنف نے کتاب میں ادیان و مذاہب کے اعتقادی مسائل کو بیان نہیں کیا بلکہ کتاب میں اس بات پر زیادہ زور دیا ہے کہ اعتقادی مباحث کے علاوہ ادیان کا تعارف، پسِ منظر اور ان کے ساتھ مسلم معاشرہ کو کونسے ایسے معاملات کا سامنا ہے جن کا جاننا ضروری ہے۔

مصنف نے کتاب میں درج ذیل مذاہب کو بیان کیا ہے:

1۔یہودیت

2۔عیسائیت

3۔ہندومت

4۔سکھ مت

5۔بدھ مت

اس کے علاوہ دورِ اول کے مدعیان نبوت ،دورِ حاضر کے مدعیان نبوت،،ذکریوں، بہائیوں، خلیفہ رشاد، نیشن آف اسلام اور قادیانیت کا بنیادی تعارف، پسِ منظر اور دورِ حاضر میں درپیش مسائل کا مفصل ذکر ہے۔فاضل مصنف نے روایتی کتابوں کی مباحث سے ہٹ کر بالکل جداگانہ اسلوب اختیار کیا ہے جس سے اس کتاب کی انفرادیت کا پتا چلتا ہے۔

اسلامی ریاست سے مراد زمین کا وہ خطہ ہے جہاں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کا مانا جائے یعنی اس میں اسلامی اصول و قوانین رائج ہوں۔ اسلامی سیاسی نظام کی پہلی اور سب سے نمایاں خصوصیت شخصی آمریتوں کی بجائے حاکمیت الٰہی کا قیام ہے یعنی ریاستی فیصلوں اور پالیسی کی بنیاد قرآن و سنت کی حاکمیت ہے۔ اسلامی ریاست میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی رہ سکتے ہیں اور انہیں اپنے مذہب کے مطابق زندگی بسر کرنے کی مکمل اجازت ہوتی ہے۔ اسلام ایک اجتماعی دین ہے جو انسانوں کے باہمی تعلقات کو بھی منظم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ پہنچتے ہی اسلامی ریاست کی داغ بیل ڈالی۔ اسلامی ریاست میں چونکہ مقتدر اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے اس لیے قوانین واحکامات اللہ ہی کے رائج ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: {وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ[6]} ۔ بادشاہی میں اس کا کوئی شرک نہیں (وہ تنہا حکومت کر رہا ہے) آپ ﷺ نے ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی ،یہ ریاست دعوت کی برکت اور داعیانہ کردار کے علاوہ بے لوث اخلاص اور باہمی اخوت و محبت کی مرہونِ منت تھی۔

کتاب کا نام: **ریاست مدینہ، تعارف، پسِ منظر اور ضرورت واہمیت**

افادات: مولانا ابو عمار زاہد الراشدی

اشاعت اول: ستمبر 2019ء

صفحات: 104

ناشر: پاکستان شریعت کونسل راولپنڈی

زیر نظر کتاب مصنف نے ملک کے معروف دینی ادارہ "جامعہ انوار القرآن نارتھ کراچی" میں اساتذہ اور طلبہ کی مختلف نشستوں میں "ریاست مدینہ اور خلافت راشدہ" کے عنوان پر کچھ گزارشات پیش کیں، جنہیں بعد میں مولانا کے فاضل ساتھی مولانا محمد سعد سعدی نے ریکارڈنگ کی مدد سے صفحہ قرطاس پر منتقل کر کے کتاب کی صورت میں مرتب کیا ہے۔

جس وقت یہ کتاب لکھی گئی تب ملک پاکستان میں مدینہ کی ریاست کا بہت چرچا تھا اور ایک سیاسی جماعت کا یہ نعرہ تھا کہ ہم ملک میں مدینہ کی ریاست کی طرز کا ایک ماڈل پیش کریں گے اور یہ موضوع بہت عام ہو چکا تھا۔ اسی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مصنف نے مدینہ کی ریاست پر کچھ معروضات پیش کی ہیں تاکہ حقیقی معنوں میں جان سکیں کہ آخر مدینہ کی ریاست کیا تھی اور اس کے اصول وضوابط کیا تھے، اگر ہم عصرِ حاضر میں اس طرز کی ریاست بناتے ہیں تو ہمیں اس کے لیے کیا کرنا ہو گا؟ مصنف نے بیان کیا ہے کہ ریاست مدینہ کے قیام کے بعد آپ ﷺ نے کیا اصلاحات یا اقدامات کیے کہ اس کو ویلفیئر ٹرسٹ، رفاہی ریاست، فلاحی ریاست اور ریاست مدینہ کہتے ہیں[7]۔

مدینہ کی پہلی اسلامی ریاست کے بعد قائم ہونے والی ریاست مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ یہ مملکت برصغیر میں مسلمانوں کی لاتعداد قربانیوں اور جدوجہد کے نتیجے میں قائم ہوئی تھی۔ اس مملکت کے وجود کا واحد مقصد برصغیر میں مسلمانوں کی ایک الگ شناخت قائم کرنا اور دنیائے اسلام کے لیے اس نوزائیدہ ملک کو شریعت محمدی ﷺ کے عملی نفاذ کے لیے ایک تجربہ گاہ کے طور پر قائم کرنا اور دیگر غیر اسلامی دنیا کے سامنے بطور مثالی ریاست پیش کرنا تھا۔ جمہوریت، مساوات، آزادی، رواداری اور عدل کو اسلام کی تشریح کے ساتھ مشروط رکھا گیا۔ 1973ء کا آئین اگرچہ اسلامی ہے لیکن عملی طور پر اس کا نفاذ نہیں ہو سکا کیونکہ اس کی شقوں پر عمل نہیں کیا جاتا یا ان پر عمل انتہائی محدود ہے۔

کتاب کا نام: **اسلام، جمہوریت اور پاکستان**

تالیف: ابو عمار زاہد الراشدی

اشاعت اول: جون 2020ء

صفحات: 129

ناشر: مکتبہ امام اہل سُنت، شیر انوالہ باغ گوجرانوالہ

فاضل مصنف نے بنیادی طور پر اسلام، جمہوریت اور خاص طور پر پاکستان کے تناظر میں گفتگو کی ہے۔ قیام پاکستان کے ساتھ ہی اس بات کا آغاز ہو گیا تھا کہ ملک کس نظام حکومت کے تحت چلے گا۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنے صدارتی خطبے میں بیان کیا تھا کہ وہ پاکستان کو فلاحی جمہوری ریاست بنانا چاہتے ہیں مگر مستقبل میں کچھ عوامل نے اسے متنازعہ بنا دیا اور عملا ایسا نہیں ہو سکا۔

مصنف نے ملک میں نفاذ اسلام کے لیے قید و بند جیسی مشکلات برداشت کیں اور مسلسل اپنے مضامین کو اس عنوان کے تحت عوام و خواص کے لیے پیش کرتے رہے ہیں۔ کتاب کے آغاز میں نفاذ اسلام کے لیے مختلف طبقات کی کوششوں اور پس منظر کو پیش کرنے کے ساتھ عملی طور پر جن ممالک میں نفاذ اسلام کی کوششیں ہوتی رہی ہیں ان کو بیان کیا ہے۔

اسلام کا تصور ریاست و حکومت بیان کرتے ہوئے مصنف نے خلافت و امامت کے حوالے سے اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان اختلاف کے چند اصولی اور بنیادی فرق بیان کیے ہیں[8]۔ حکومت کی تشکیل کے اُصول کیا ہیں؟ اس سوال کے جواب میں مصنف نے خلافت راشدہ کو بطور مثال پیش کیا ہے۔ موروثی بادشاہت، طاقت کے بل پر حاصل کی جانے والی حکومت، شخصی یا خاندانی حکمرانی کا سلام میں کیا مقام ہے، اس سوال کا جواب بھی خلافت راشدہ میں موجود ہے کہ خلفاء اربعہ کس اُصول کے تحت منتخب ہوئے تھے۔ اسلام کے سیاسی نظام کا تاریخی پہلو میں مصنف نے خلافت راشدہ، بنو امیہ، بنو عباس اور خلافت عثمانیہ پر بحث کی ہے۔ کسی منصب کے لیے امیدواری کا مسئلہ کی شرعی حیثیت کی وضاحت بیان کی ہے۔ قانون سازی کے حوالے سے مصنف فرماتے ہیں کہ منصوص مسائل میں قانون سازی کی گنجائش نہیں جبکہ غیر منصوص مسائل میں صرف اجتہادی صفات سے متصف افراد ہی فیصلہ دے سکتے ہیں[9]۔ اسلامی نظام میں حکومت کی تشکیل عوامی رائے سے ہوتی ہے۔ پاکستان میں نفاذ اسلام کے متعلق مصنف لکھتے ہیں کہ قرار داد مقاصد اور بائیس نکات کو پیش کرنے کا مقصد اسلامی نفاذ کے حوالے سے تمام مکاتب فکر میں کوئی اختلاف نہیں۔ جنرل ضیاء الحق کے دور تک اسلامائزیشن کے لیے ہونے والی پیش رفت کا پس منظر بھی یہی تھا۔ نفاذ اسلام میں مسلح جدوجہد کے متعلق مصنف لال مسجد کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے اکابرین کی مثال پیش کرتے ہیں کہ اُن کی جدوجہد عدم تشدد پر رہی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایک مسلمان ریاست میں حکومت کے خلاف ہتھیار اُٹھانا جسے فقہی اصطلاح میں "خروج" کہتے ہیں، حکمرانوں کی طرف سے "کفر بواح" یعنی کھلے کفر کے اعلان کے سوا شرعا جائز نہیں ہے[10]۔

کتاب کے آخر میں مصنف نے ضمیمہ اول میں اسلامی نظام اور دورِ حاضر میں اس کے قیام کے تحت 20 سوالات کے مفصل جوابات تحریر کیے ہیں۔ ضمیمہ دوم میں قرار داد مقاصد کا متن پیش کیا ہے۔ ضمیمہ سوم میں علماء کے 22 متفقہ دستوری نکات کو قارئین کے لیے پیش کر کے کتاب کا اختتام کیا ہے۔

اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں سامنے آنے والے فتنوں مثلاً معتزلہ، خوارج، باطنیہ، قادیانیت اور انکارِ حدیث کی طرح ایک بہت بڑا فتنہ تجدد پسند الحادی فکر ہے، جس کا واحد مقصد اُمت مسلمہ کو اُس کے ماضی سے دور کر دینا یا کاٹ دینا ہے اور اُسے دین اسلام کی چودہ سو سالہ متفقہ اور متوارث تعبیر سے محروم کر دینا ہے۔ جناب جاوید احمد غامدی صاحب تجدد پسند الحادی فکر کے علمبر دار ہیں اور اپنے قول و فعل، میڈیا اور تحریر کے ذریعے اپنی فکر کو پھیلانے میں سر گرم ہیں۔ غامدی صاحب کے ہاں پوری اُمت میں صرف دو ہی علماء ہیں جن کو وہ "آسمان" کا درجہ دیتے ہیں اور باقی تمام علماء کو وہ "خاک" قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب "مقامات" میں لکھتے ہیں کہ:

"میں نے بھی عالم دیکھے، بہتوں کو پڑھا اور بہتوں کو سنا لیکن امین احسن اور ان کے استاد حمید الدین فراحی کا معاملہ وہی ہے کہ:

غالب نکتہ داں سے کیا نسبت

خاک کو آسمان سے کیا نسبت"[11]

جاوید احمد غامدی اپنے بہت سے عقائد اور فکر میں اُمت سے الگ مؤقف رکھتے ہیں اور مغربی تہذیب کو مسلم معاشرے میں رائج کرنے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔ فاضل مصنف نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ جاوید احمد غامدی کے اعتراضات کو دلائل کے ساتھ رَد کیا ہے۔

کتاب کا نام: **جناب جاوید احمد غامدی کے چند منفرد افکار کا مختصر جائزہ**

تالیف: مولانا ابو عمار زاہد الراشدی

اشاعت: فروری 2024ء

صفحات: 111

ناشر: مکتبہ ختم نبوت گوجرانوالہ

زیرِ نظر کتاب میں مصنف نے جاوید احمد غامدی صاحب کے درج ذیل اعتراضات کو دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے:

1۔ حدیث و سنت

2۔ غامدی صاحب اور خبرِ واحد

3۔ اسلام اور ریاست

4۔ خلیفہ کی اصطلاح اور غامدی صاحب کا موقف

5۔ قانون سازی کا اختیار اور وفاقی شرعی عدالت

6۔ علماء کے سیاسی کردار پر جناب غامدی کا موقف

7۔ اسلام میں پردے کے احکام

8۔ رجم کی شرعی حیثیت اور غامدی صاحب

مولانا زاہد الراشدی صاحب نے غامدی صاحب کے مختلف اعتراضات کا جواب مضامین کی صورت میں دیا ہے جو کہ مختلف اخبارات اور ماہنامہ میں شائع ہوئے ہیں جن میں روزنامہ اسلام لاہور، روزنامہ پاکستان لاہور، روزنامہ اوصاف اسلام آباد اور ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ شامل ہیں۔

کتاب کے آغاز میں مصنف نے غامدی صاحب کے علمی پسِ منظر کو پیش کیا ہے۔ مولانا نے غامدی صاحب کے فہم قرآن کے حوالے سے گفتگو کی، اس کے علاوہ تصور سنت کے متعلق غامدی صاحب لکھتے ہیں کہ سنت صرف لگی بندھی اشیاء کی فہرست کا نام ہے جس میں کسی حوالے سے کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ مصنف نے غامدی صاحب کے اعتراضات کے جواب میں احادیث پیش کی ہیں اور بار بار اس بات کو دہرایا ہے کہ غامدی صاحب خود مصنف کی گزارشات کا جواب عنایت کریں لیکن غامدی صاحب خود جواب پیش کرنے کی بجائے اپنے شاگرد رشید خورشید احمد ندیم صاحب کو پیش کرتے ہیں جو روزنامہ جنگ میں "تکبیر مسلسل" کے عنوان سے مضامین لکھتے رہے ہیں اور اس میں ان کے دوسرے شاگرد سید منظور الحسن نے بھی حصہ لیا ہے[12]۔ مصنف کے بہت اصرار کے باوجود غامدی صاحب جوابات عنایت کرنے سے گریزاں دکھائی دیتے ہیں۔ غامدی صاحب جمہور اُمت کے اجتماعی تعامل سے انحراف کرتے ہیں۔

مولانا نے جاوید احمد غامدی صاحب کے بعض مبہم اور غیر واضح اعتراضات کی نشاندہی کرتے ہوئے جوبات بھی دیے ہیں مثلا "قانون سازی کا اختیار اور وفاقی شرعی عدالت۔ غامدی صاحب فتویٰ کے آزادانہ حق کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کی نظیر بنگلہ دیش کی عدالت کا ایک فیصلہ ہے، مصنف نے غامدی صاحب کی اس رائے کو دلائل اور مثالوں کے ساتھ دور کرنے کی کوشش کی ہے کہ فتویٰ کے آزادانہ حق کو سلب نہیں کیا جا سکتا[13]۔ مولانا نے غامدی صاحب کے اعتراضات کو دور کرنے میں اصولی

موقف اختیار کیا ہے اور تعصب سے بچتے ہوئے اپنی گزارشات پیش کی ہیں۔

غامدی صاحب رجم کی شرعی حیثیت کو قبول نہیں کرتے، مصنف نے تورات و انجیل اور شریعت محمدی تینوں میں رجم کی سزا عملی طور پر نافذ رہی ہے۔ غامدی صاحب امین احسن اور مولانا حمید الدین فراحیؒ کے علمی مکتب فکر کے نمائندہ ہیں۔ غامدی صاحب فرماتے ہیں" امین احسن کا پایہ علم وہی تھا جو اُمت میں مختلف علوم فنون کے ائمہ مجتہدین کا رہا ہے"[14]۔ غامدی صاحب مولانا حمید الدین کے بارے لکھتے ہیں کہ " مولانا حمید الدین فراحی اس زمین پر خدا کی آیات میں سے ایک آیت تھے"[15]۔ غامدی صاحب ان دونوں علماء کے تفردات کو جمہور اُمت کے تعامل پر ترجیح دیتے ہیں[16]۔ مولانا حدود آرڈیننس کے متعلق جاوید احمد غامدی اور ڈاکٹر طفیل ہاشمی کا مؤقف پیش کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار بھی کرتے ہیں۔

مصنف نے زیر نظر کتاب میں دونوں طرف سے شائع مضامین کو یکجا کر دیا ہے تاکہ اہل علم کو مطالعہ اور تجزیہ میں آسانی رہے، یہ سلسلہ 2001ء سے 2018ء تک مختلف اخبارات ورسائل میں جاری رہا۔

حجۃ الوداع کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کا واحد آخری حج تھا، اس وجہ سے کہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے یہی ایک حج کیا۔ ہجرت کے دسویں سال آپ ﷺ حج کی ادائیگی کے لیے نکلے تاکہ رسول اللہ ﷺ اسلام کے اُصول و فروع سے آگاہ کر دیں۔ چنانچہ ذی القعدہ میں اعلان کر دیا گیا کہ حضور اکرم ﷺ حج کے لیے نکلنے والے ہیں اور شاید یہ حج آپ ﷺ کا آخری حج ہو[17]۔ یہ خبر ہر طرف پھیل گئی اور کثیر تعداد میں لوگ حج کرنے پہنچے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں حج کرنے کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھا[18]۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں دو خطبے ارشاد فرمائے، ایک عرفات اور دوسرا منیٰ میں[19]۔ اس خطبے میں نہایت جامع انداز میں اسلام کے اُصولوں کو بیان کیا گیا ہے۔ جاہلی رسوم کی نفی کی گئی، انسانی زندگی کے انفرادی واجتماعی، معاشی، معاشرتی، سماجی، سیاسی، عملی اور فکری پہلوؤں کو نہایت اختصار مگر جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے[20]۔ خطبہ حجۃ الوداع ایک اہم تاریخی دستاویز اور "حقوق انسانی کے چارٹر" کی حیثیت رکھتا ہے جو کہ روایات تاریخ و ذخیرہ احادیث کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔

کتاب کا نام: **خطبہ حجۃ الوداع: اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور**

تالیف: مولانا ابو عمار زاہد الراشدی / محمد عمار خان ناصر

اشاعت دوم: اکتوبر 2011ء

صفحات: 143

ناشر: الشریعہ اکادمی، ہاشمی کالونی، گوجرانوالہ

زیرِ نظر کتاب مولانا زاہد الراشدی نے دارالہدیٰ سپرنگ فیلڈ (ورجینیا) میں مسلسل پانچ روز تک خطبہ حجۃ الوداع کے مختلف پہلوؤں پر 3 ستمبر سے 7 ستمبر تک گفتگو کی، انہی محاضرات کو یکجا کر کے کتابی شکل دی گئی ہے۔ اس کتابچہ میں پیش کیا جانے والا متن فاضل مصنف کے فرزند عمار خان ناصر کا مرتب کردہ ہے، اس کے مختلف پہلوؤں پر پیش کی جانے والی معروضات مولانا زاہد الراشدی کی ہیں اور ضبط تحریر میں لانے کی خدمت مولانا کے دوسرے فرزند ناصر الدین خان عامر نے سرانجام دی ہے۔

روایات کا انتخاب اور تخریج کے لیے عمار خان ناصر نے دو سی ڈیز سے مدد لی ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

1۔موسوعة الحديث الشريف(الكتب التسعة)،شركة البرامج الاسلاميه الدولية ،الاصدار الثانی

2۔المكتبه الالفية للسنة النبويه،مركز التراث لابحاث الحاسب الآلی،الاصدار 1.5

کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

حصہ اول: اس حصے میں یومِ عرفہ اور یوم النحر سے متعلق روایات اور ترجمہ پیش کیا ہے، اس کے ساتھ روایات کی تخریج کا خصوصی طور پر اہتمام کیا گیا ہے۔

حصہ دوم: اس حصے میں خطبہ حجۃ الوداع، اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور، اس عنوان کے تحت مولانا زاہد الراشدی کے محاضرات کو قارئین کی نظر کیا ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے پہلی بات جو فرمائی وہ اپنی ماؤں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی تلقین کی۔ مصنف لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حج کرنے سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ سے چند اعلانات کروائے جن میں سے ایک یہ تھا کہ اب یہاں حج کرنے صرف مسلمان آئیں گے، غیر مسلم یہاں نہیں آئیں گے اور دوسرا یہ فرمایا کہ اب ننگے طواف نہیں ہو گا، مردوں کے لیے دو چادریں اور عورتوں باپردہ حج کے ارکان ادا کریں گیں[21]۔ خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے دو خطبے ارشاد فرمائے تھے ایک عرفات اور دوسرا منیٰ میں۔ آپ ﷺ خطبے سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: {الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا [22]}۔ ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بحثیت دین پسند کر لیا۔'' حضرت عمرؓ نے یہ آیت سنی تو رونے لگے۔ پوچھا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا، اس لیے کہ کمال کے بعد زوال ہی تو ہے[23]۔ یعنی جو وحی آدم علیہ السلام پر نازل ہونا شروع ہوئی تھی وہ تدریج کے مراحل طے کرتے ہوئے آپ ﷺ پر مکمل ہو گئی۔ دورِ جاہلیت کے خاتمے کے ضمن میں مولانا نے مغرب کی روشن خیالی کو بیان کیا ہے۔ مغرب کی روشن خیالی اور اسلام میں بنیادی تین فرق بیان

کیے ہیں اور ان دونوں میں تقابل بھی کیا ہے[24]۔

خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے ختم نبوت کا اعلان کیا یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور انبیاء کی امت میں سے تم آخری امت ہو، تمہارے بعد اب کوئی امت نہیں آئے گی۔ مصنف لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خصوصی طور پر دو باتیں منع کیں، خون خرابہ کی ممانعت کی اور سود کا خاتمہ کیا[25]۔

فاضل مصنف نے خطبہ حجۃ الوداع کے ذیل میں عورتوں کے حقوق تفصیل کے ساتھ ذکر کیے ہیں اور ساتھ ہی مسلم اور غیر مسلم معاشروں کی عورتوں کے حقوق کا موازنہ بھی کیا ہے۔ منہ بولے رشتوں کے خاتمہ کے ذیل میں رشتوں کے شرعی اسباب بیان کیے ہیں[26]۔

خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کا پہلا عالمی منشور ہے، آپ ﷺ نے اس کے اصول و ضوابط بتائے اور پھر عملی طور پر ایک سوسائٹی بنا کر دکھائی ہے۔ آج بھی اگر ہم اس منشور کو عملی طور پر اپنالیں تو اپنے قول و عمل اور کردار کے حوالے سے دنیا کو دعوت دینے کی پوزیشن میں آجائیں گے۔

تخلیق ارض قدس کے متعلق ابن جوزیؒ نے روایت بیان کی ہے کہ مکہ مکرمہ وہ شہر ہے جسے اللہ رب العزت نے حرمت و عظمت بخشی ہے۔ زمین میں ابھی کچھ بھی تخلیق نہیں ہوا تھا کہ ملائکہ نے اس خانہ کعبہ کو گھیر لیا۔ پھر بیت اللہ کو مدینہ طیبہ سے ملا دیا اور پھر اس کے بعد مدینہ منورہ سے بیت المقدس کو ملا دیا۔ اس کے تقریبا ایک ہزار سال بعد باقی زمین کی تخلیق کی گئی[27]۔ اس روایت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بیت اللہ اور بیت المقدس اس زمین کی ابتدائی تخلیق سے ہی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔

بیت المقدس، ازل سے ہی مقدس ہے یعنی یہ کفر و شرک کی نجاست سے پاک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: {يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللّهُ لَكُمْ وَلاَ تَرْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ[28]}۔ ''اے میری قوم! اُس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے واسطے لکھ دی ہے اور اپنی پشت کے بَل پیچھے نہ لوٹو ورنہ پلٹ کر نامراد ہو جاؤ گے''۔ فلسطین میں پہلی حکومت حضرت داؤد علیہ السلام کی قائم ہوئی یہ 995 ق م کا زمانہ تھا[29]۔

''بیت المقدس اپنے تاریخی پس منظر کے حوالے سے تین قوموں کا دعویٰ ہے۔ مسلمانوں کا اس وجہ سے کہ وہ ان کا قبلہ اول ہے، یہودیوں کا اس حوالہ سے کہ ان کے مطابق وہاں ان کا ہیکل سلیمانی ہے، جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت ہونے کے باعث "بیت اللحم" عیسائیوں کا متبرک مقام ہے۔ اس کے ساتھ مرزا بہاء اللہ شیرازی کے پیروکاروں کا قبلہ بھی

فلسطین ہے جو عکّہ کہلاتا ہے اور یہ فلسطین کا مشہور شہر ہے"[30]۔

یہودی جس دیوار کو ہیکل مقدس یعنی حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے تعمیر کردہ کا بقایا سمجھتے ہیں، اس کی حقیقت یہ ہے کہ بخت نصر نے اس تعمیر کو منہدم کر دیا تھا[31]۔

کتاب کا نام: **مسئلہ فلسطین**

تالیف: مولانا ابو عمار زاہد الراشدی

اشاعت دوم: نومبر 2023ء

صفحات: 221

ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ خالق آباد، نوشہرہ

زیرِ نظر مجموعہ مولانا زاہد الراشدی کے مختلف مضامین، بیانات اور مقالات پر مشتمل ہے جو کہ انہوں نے خاص طور پر مسئلہ فلطین کے موضوع پر مختلف مواقع پر تحریر فرمائے۔ مولانا خرم شہزاد (رفیق شعبہ تصنیف الشریعہ اکادمی، گوجرانوالہ) نے مولانا زاہد الراشدی کے ان بیانات، مقالات اور مضامین کو جمع کر کے کتابی صورت میں قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ کتاب کے آغاز میں پیش لفظ، حضرت مولانا عبد القیوم حقانی (نائب امیر اول پاکستان شریعت کونسل) نے لکھا ہے جس میں مسئلہ فلسطین کے متعلق مولانا زاہد الراشدی کے اہم متنوع فکری موضوعات کو انتہائی اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

فاضل مصنف نے القدس کا تاریخی پسِ منظر پیش کیا اور اس سے متعلق مختلف ممالک کی جانب سے تین اُصولی مؤقف بیان کیے ہیں[32]۔ مولانا اپنی بات کی تائید میں مختلف اخبارات کی خبروں اور مقالات کا حوالہ پیش کرتے ہیں اور پھر اپنے مضامین میں متعلقہ موضوع پر گفتگو کرتے ہیں۔ مصنف نے مسئلہ فلسطین کے متعلق مسلم حکمرانوں کے کردار کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ غاصب یہودیوں نے سازش کے تحت ہزارو فلسطینیوں کو ان کی جائیدادوں اور زمینوں سے بے دخل کر دیا ہے، حالیہ بمباری کی وجہ سے ہزاروں فلسطین شہید اور بے گھر ہو چکے ہیں۔ مولانا نے حماس کے آپریشن طوفان الاقصیٰ کے آغاز کو فلسطین کی جرات اور ثابت قدمی کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ کتاب چونکہ مولانا کے مضامین و مقالات کا مجموعہ ہے تو اس میں اکثر مقامات پر تکرار کا عنصر پایا جاتا ہے۔

فاضل مصنف اپنی رائے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ' 'میری طالب علمانہ رائے ' ' یہ ہے یعنی خود کو طالب علموں میں شمار کرتے ہوئے انتہائی عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مولانا اسرائیل کی حالیہ دہشت گردی اور فلسطین پر اس کے قبضہ کا پسِ منظر

بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں نے فلسطینیوں سے دوگنی قیمت میں زمین خریدنے کی پیشکش کی، جس کے خلاف اس موقع پر مفتی اعظم فلسطین الحاج امین الحسینیؒ نے فتویٰ دیا کہ یہودیوں پر فلسطین کی زمین فروخت کرنا حرام ہے جبکہ برصغیر میں اس فتویٰ کی تائید مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ''بوادر النوادر'' میں موجود ہے[33]۔

او آئی سی کے متعلق مولانا کا مؤقف ہے کہ یہ ایک سیاسی تنظیم ہے، مذہبی نہیں۔ یاسر عرفات کے خاتمہ سے قطع نظر فلسطین میں یاسر عرفات نے اسرائیلی تسلط کے خلاف مزاحمت کی اور ان کو متفقہ قومی لیڈر کی حیثیت حاصل رہی۔ اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حوالے سے مولانا نے تین رکاوٹیں بیان کی ہیں جو کہ پریکٹیکل ہیں، معروضی ہیں اور عملی ہیں[34]۔ مصنف نے اس کتاب کے اندر اپنے 2000ء تا نومبر 2019ء تک کے بیانات و مقالات اور مضامین کو شامل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دنیا سے آخرت تک کی کامیابی کے لیے چار نکاتی پروگرام دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: {إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ [35]}۔ پہلا: ایمان، دوسرا: عمل صالح، تیسرا: دعوت یعنی تواصی بالحق، چوتھا: ان تمام احکام کو عمل میں لانے کے لیے جن تکلیفوں اور آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے ان پر صبر کرنا پڑتا ہے۔

دعوت دین کا ذکر تو مختلف تعبیرات کے ذریعہ کیا گیا ہے: تبلیغ، دعوت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اقامت دین، تذکیر وغیرہ۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے: {كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ [36]}۔ تم بہترین اُمت ہو جو عالم میں بھیجی گئی ہو، اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اُمت محمدیہ ﷺ کو جو اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں سے افضل اور خیر الامم فرمایا ہے اس کی بڑی وجہ ان کی یہی خصوصیات اور صفات ہیں۔ ختم نبوت کے بعد اب اُمت کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔

دورِ حاضر میں عام فہم اور سادہ انداز میں مسلمانوں کو دین اور اسلامی تعلیمات سے روشناس یا آگاہ کرنے اور دینی ماحول میں واپس لانے کی سعی اور اس عمل کو عملی جامہ پہنانے کے لیے دعوت و تربیت کا سب سے بڑا کام تبلیغی جماعت کا ہے۔ جس کی بنیاد مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ نے 1920ء میں انڈیا میں رکھی تھی، تبلیغی جماعت کی محنت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور اسے لاکھوں کروڑوں انسانوں تک اسلام کی دعوت پہنچانے کا سہرا حاصل ہے۔ اس جماعت کا بنیادی مقصد عام مسلمانوں کو کلمہ، نماز، حلال و حرام، باہمی حقوق و معاملات کی بنیادی تعلیم دے کر دینی ماحول کی طرف لانا ہے۔

کتاب کا نام: **تبلیغی جماعت**

تالیف: مولانا ابو عمار زاہد الراشدی

اشاعت: اپریل 2024ء

صفحات: 165

ناشر: مکتبہ ختم نبوت، گوجرانوالہ

زیرِ نظر کتاب، فاضل مصنف کے بیانات اور مضامین کو کتابی شکل دے کر قارئین کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ مصنف بیان کرتے ہیں کہ ایک زمانے میں مسلمان تاجر اور صوفیائے کرام دعوت و تبلیغ کا سب سے بڑا ذریعہ ہوتے تھے۔ تبلیغی جماعت کے اغراض و مقاصد کے متعلق فاصل مصنف نے تین نکات بیان کیے ہیں، پہلا فرد اور نفس کی اصلاح، دوسرا معاشرے کی اجتماعی اصلاح اور تیسرا غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت پہنچانا ہے۔

تبلیغی جماعت کی اکابر شخصیات کے ذیل میں مولانا زاہد الراشدی نے تبلیغی جماعت کے بعض بانیوں کا ذکر کیا ہے اور ان کے امتیاز و خصوصیات کو بیان کیا ہے ان شخصیات میں بانی جماعت مولانا الیاس کاندھلویؒ، مولانا زکریاؒ، مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ، مفتی زین العابدینؒ، حاجی عبد الوہابؒ اور مولانا طارق جمیلؒ تک کے بزرگ شامل ہیں۔ مصنف نے رائے ونڈ اجتماع میں اپنی حاضری کا تذکرہ بھی کیا ہے جس میں وہ 1999ء تا 2022ء تک شامل ہوتے رہے ہیں۔ فاضل مصنف نے اجتماع کے متعلق ایک بات کا خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ وہاں بچوں اور بچیوں کے نکاح کا خصوصی طور پر اہتمام کیا جاتا ہے۔

جماعت کا اُصول ہے کہ دعوت کا کام چندے سے نہیں ہو گا بلکہ اس میں شریک ہونے والا ہر فرد اپنے تمام اخراجات خود برداشت کرے گا[37]۔

مولانا نے سات شہروں کی مختلف مساجد میں اپنے سہ روزوں کے حالات و واقعات کو بھی بیان کیا ہے۔

کتاب کے آخر میں فاضل مصنف نے تبلیغی جماعت پر چند اعتراضات کا جواب دیا ہے، مثلاً فضائل اعمال اور ضعیف احادیث پر عمل کرنے کے حوالے سے بہت بات کی جاتی ہے۔ فاضل مصنف نے نہایت شرح وبسط سے اعتراضات کا علمی جائزہ پیش کیا ہے اور اس میں احناف کے طرزِ استدلال کو دلائل کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ ان دلائل کی روشنی میں مندرجہ بالا اعتراضات کا رَد کیا ہے، انہی اعتراضات کے ذیل میں فاضل مصنف نے بعض مثالیں بھی پیش کی ہیں تاکہ صورتحال مزید واضح ہو سکے[38]۔

علم کی تاریخ اتنی ہی قدیم یا پرانی ہے جتنا خود انسان ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کائنات کے پہلے انسان کے طور پر ہوئی تو

انہیں سب سے پہلے جس نعمت سے نوازا گیا وہ علم ہے۔ پھر اسی علم کی بنیاد پر سیدنا آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ زیادہ علم کی خواہش کو پسندیدہ قرار دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا[39]۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: {قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ[40]۔ نیز فرمایا: يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِير[41]}۔

اسلامی معاشرہ میں علمائے کرام کا کردار بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ معاشرہ کو اسلامی خطوط پر استوار کرنا، دینی تعلیم دینا، معاشرتی برائیوں کے خلاف جہاد، یہ سب علماء کرام کی ذمہ داریاں ہیں اگر یہ سب ذمہ داریاں ادا ہو جائیں تو معاشرہ اسلامی اساس پر قائم رہے گا۔ علماء کرام اپنی ملی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں مصروف ہیں لیکن ان کوششوں سے وہ نتائج سامنے نہیں آرہے جس کی ساری قوم کو توقع ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ حالات و زمانہ کی تبدیلی سے مسائل و مشکلات میں بھی بڑی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ حالات و واقعات سے شناسائی کے ساتھ علماء کرام ان مسائل سے بھی آگاہی حاصل کریں جو آج مسلم معاشرہ کو درپیش ہیں۔

کتاب کا نام: **علم کے تقاضے اور علماء کی ذمہ داریاں**

تالیف: مولانا ابو عمار زاہد الراشدی

اشاعت اول: جولائی 2024ء

صفحات: 243

ناشر: الشریعہ اکادمی، ہاشمی کالونی، گوجرانوالہ

زیرِ نظر مجموعہ مولانا زاہد الراشدی کے محاضرات پر مبنی ہے جو انہوں نے مختلف مواقع پر علماء کرام اور طلباء کے گوش گزار فرمائے۔ موجودہ دور میں علماء کرام کی کیا ذمہ داریاں ہیں، ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا طریقہ کار کیا ہے؟ ان تمام امور کی طرف علماء کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ فاضل مصنف نے زیر نظر کتاب کے پہلے خطبے میں مشرق و مغرب کے فیملی سسٹم، گلابلائزیشن اور علماء کو اپنے کردار کی پہچان پر زور دیا ہے۔

مصنف نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے تین محاذ ذکر کیے ہیں یعنی وہ ایک ہی وقت میں کتنے محاذوں پر کام کر رہے تھے، اسی مثال کو دیکھتے ہوئے علماء اپنی اصلاح کریں[42]۔ فاضل مصنف نے علماء کی ذمہ داریوں کے مزید دائرے ذکر کیے ہیں مثلاً: علماء فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے ذوق کے مطابق کسی فن کے ماہر بنیں مثلاً دورہ تفسیر قرآن کریم، دورہ صرف و نحو اور دورہ

میراث قابل ذکر ہیں، اسی طرح یونیورسٹیوں میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کے درجات ہیں جنہیں مکمل کرنے کے بعد علماء کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گا۔ علماء کرام اپنے ذہن کو وسیع کر کے اپنے ماحول سے اوپر اٹھ کر دنیا کا منظر دیکھیں تا کہ وسیع النظر ہوں اور دنیا کے حالات سے باخبر رہیں۔ معاصر اقوام و مذاہب سے وقفیت حاصل کریں اور اس عالمی تہذیبی کشمکش کا شعور حاصل کریں۔ فاضل مصنف نے یہ بات بھی واضح کی ہے کہ جب اہل ایمان پر جبر کی حکمرانی ہو جائے اور مسلمانوں پر کفر و الحاد مسلط ہو جائے تو اہل کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے[43]۔ فاضل مصنف نے علماء کی ایک نہایت اہم ذمہ داری کی نشاندہی کی ہے کہ اپنے پیغام اور موقف کو آج کے ماحول کے انداز و اسلوب میں پیش کریں، بریفنگ اور لابنگ کے جدید ذرائع اور تکنیک پر دسترس حاصل کریں، ورنہ وہ اپنی بات آج کی نسل تک صحیح طور پر نہیں پہنچا سکیں گے[44]۔ مصنف نے اس بات پر زور دیا ہے کہ علماء باہمی بدگمانیوں اور غلط فہمیوں سے بچیں، اپنی غلطیوں کو اجاگر نہ کریں اور محاذ آرائی سے اجتناب کریں تا کہ افہام و تفہیم کے ساتھ اور باہمی میل جول کے ذریعے معاشرہ کی خدمت کریں[45]۔

زیرِ نظر کتاب میں فاضل مصنف نے دورِ حاضر میں علماء کی ذمہ داریاں کونسی ہیں اور ان ذمہ داریوں کی ادائیگی کا طریقہ کار کیا ہے۔ اس کی طرف علماء کی توجہ مرکوز کروانے کے ساتھ ساتھ جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کی خصوصا تلقین کی ہے۔

خلاصہ کلام

مولانا زاہد الراشدی ایک معروف شخصیت ہیں، آپ نے دنیا کے کئی ممالک کے سفر کیے۔ مشرق و مغرب کی تہذیب اور کلچر کو بڑے قریب سے دیکھا، مشرق و مغرب کے حالات کو بغور دیکھا اور پھر اس کا مسلم و مغرب کی تہذیب سے تقابل پیش کیا۔ آپ انتہائی منکسر المزاج اور تعصب سے پاک شخصیت کے حامل ہیں۔ مولانا کا جرح و تنقید کا اسلوب روایتی انداز سے مختلف ہے، آپ تنقید کو علمی اور فکری دائرے میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسے ذاتی یا شخصی مسئلہ بنانے سے ہمیشہ گریز کرتے ہیں اور اسی کو صحیح طرز عمل سمجھتے ہیں۔ آپ کی کتب میں بھی یہی مزاج، اسلوب اور فکر واضح دکھائی دیتی ہے۔ مولانا کی تحریرات میں فرقہ پرستی کا کوئی شائبہ بھی نظر نہیں آتا بلکہ آپ کا مؤقف یہ ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں دین کی خدمت کریں اور کسی کو بُرا نہ کہیں بلکہ جو کوئی بھی اچھا کام کرے اس کی کھلے دل سے تحسین کریں۔ سب مل کر باہمی تعاون و مفاہمت کے ساتھ اپنے اپنے کام کو آگے بڑھانا چاہیے۔ فاضل مصنف تمام مکاتب فکر کی دعوت کو قبول کرتے ہیں اور اپنا نقطہ نظر انتہائی سادہ اور معتدل انداز میں پیش کرتے ہیں۔

مولانا پچھلے تیس سال سے مختلف اخبارات اور جرائد میں لکھ رہے ہیں۔ آپ ماضی، حال اور مستقبل کے جدید چیلنجز پر گہری

نظر رکھتے ہیں اور آپ کی تحریرات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے۔ دورِ حاضر اور عالمی منظر نامہ پر آپ کی گہری نظر ہے اسی کے پیشِ نظر مختلف بیرون ممالک میں کانفرنسز، سیمینارز اور کنونشنز میں جانے کا موقع ملتا رہتا ہے۔

مولانا زاہد الراشدی کی کئی تصانیف آپ کے محاضرات، اخبارات و جرائد میں لکھے گئے مضامین پر مشتمل ہیں جن کو کتابی صورت میں مرتب کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں۔ آپ کی تحریرات میں ماضی کے تجربات، مختلف سفر اور کانفرنسز کے احوال و واقعات اور متنوع موضوعات پر پیش کی جانے والی گزارشات شامل ہیں۔ مولانا نے ایک گزارش تقریبا اپنی ہر تقریر و تحریر میں کی ہے کہ "من لم یعرف اہل زمانہ فھو جاہل" جو شخص اپنے زمانے کے لوگوں کو نہیں جانتا وہ جاہل ہے۔ علماء کرام کو خصوصی ہدایت کرتے ہیں کہ صرف کتابی علم کافی نہیں بلکہ سوسائٹی اور زمانے کا علم بھی ضروری ہے اور خود کو جدید تقاضوں سے باخبر رکھنا ناگزیر ہے تاکہ دنیا میں روزمرہ ہونے والے حالات سے واقف رہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] البقرۃ2:177

Al-Baqarah 2:177

[2] الاحزاب21:33

Al-Aḥzāb 21:33

[3] راشدی، ابو عمار زاہد، **سیرت نبوی ﷺ اور انسانی حقوق**، (گوجرانوالہ: الشریعہ اکادمی، اکتوبر2020ء) ط: اول، 84

Rāshidī, Abū ʿAmmār Zāhid, *Sīrat Nabawī ﷺ aur Insānī Ḥuqūq*, (Gujranwala: Al-Sharīʿah Academy, October 2020), Ṭ: Awwal, 84

[4] النساء165:4

Al-Nisāʾ 165:4

[5] راشدی، **چند معاصر مذاہب کا تعارفی مطالعہ**، (گوجرانوالہ: الشریعہ اکادمی، اگست2023ء) 10–18

Rāshidī, *Chand Muʿāṣir Madhāhib kā Taʿārufī Muṭālaʿah*, (Gujranwala: Al-Sharīʿah Academy, August 2023), 10–18

[6] الفرقان2:25

Al-Furqān 2:25

[7] راشدی، **ریاست مدینہ، تعارف، پسِ منظر اور ضرورت و اہمیت**، (راولپنڈی: پاکستان شریعت کونسل، ستمبر2019ء) ط: اول، 45–46

Rāshidī, *Riyāsat-e-Madīnah, Taʿāruf, Pas-e-Manẓar aur Ḍarūrat wa Ahamīyat*, (Rawalpindi: Pakistan Sharīʿat Council, September 2019), Ṭ: Awwal, 45–46

[8] راشدی، **اسلام، جمہوریت اور پاکستان**، (گوجرانوالہ: مکتبہ امام اہل سنت، جون 2020ء)، ط: اول، 22–23

Rāshidī, *Islām, Jumhūrīyat aur Pākistān*, (Gujranwala: Maktabah Imām Ahl-e-Sunnat, June 2020), Ṭ: Awwal, 22–23

[9] راشدی، **اسلام، جمہوریت اور پاکستان**، 57

Rāshidī, *Islām, Jumhūrīyat aur Pākistān*, 57

[10] راشدی، **اسلام، جمہوریت اور پاکستان**، 106–107

Rāshidī, *Islām, Jumhūrīyat aur Pākistān*, 106–107

[11] غامدی، جاوید احمد، **مقامات**، (لاہور: دسمبر 2001ء) 57۔58

Ghamdī, Jāwīd Aḥmad, *Maqāmāt*, (Lahore: December 2001), 57–58

[12] راشدی، **جناب جاوید احمد غامدی کے چند منفرد افکار کا مختصر جائزہ** (گوجرانوالہ: مکتبہ ختم نبوت، فروری 2024ء) 37–41

Rāshidī, *Janāb Jāwīd Aḥmad Ghamdī ke Chand Munfarid Afkār kā Mukhtaṣar Jāʾizah*, (Gujranwala: Maktabah Khatm-e-Nubuwwat, February 2024), 37–41

[13] راشدی، **جناب جاوید احمد غامدی کے چند منفرد افکار کا مختصر جائزہ**، 13

Rāshidī, *Janāb Jāwīd Aḥmad Ghamdī ke Chand Munfarid Afkār kā Mukhtaṣar Jāʾizah*, 13

[14] غامدی، **مقامات**، ص 47

Ghamdī, *Maqāmāt*, 47

[15] غامدی، **مقامات**، 19

Ghamdī, *Maqāmāt*, 19

[16] راشدی، **جناب جاوید احمد غامدی کے چند منفرد افکار کا مختصر جائزہ**، 7

Rāshidī, *Janāb Jāwīd Aḥmad Ghamdī ke Chand Munfarid Afkār kā Mukhtaṣar Jāʾizah*, 7

[17] ابن ہشام، ابو محمد بن عبد الملک، **السیرۃ النبویۃ** (مصر: مصطفیٰ البابی، 1375ھ) 603:2

Ibn Hishām, Abū Muḥammad ʿAbd al-Malik, *Al-Sīrah al-Nabawīyah* (Miṣr: Muṣṭafā al-Bābī, 1375H), 603:2

[18] قشیری، مسلم بن حجاج، **مسلم**، باب حجۃ النبی ﷺ (دہلی: المکتبہ الرشیدیہ، 1376ھ) 394:1

Qushayrī, Muslim bin al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Bāb Ḥijjat al-Nabī ﷺ (Delhi: Al-Maktabah al-Rashīdīyah, 1376H), 394:1

[19] سجستانی، ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داؤد**، باب ای وقت یخطب یوم النحر (انڈیا: المکتبہ الرحیمیہ، دیوبند، 1375ھ) 270:1

Sijistānī, Abū Dāʾūd Sulaymān bin Ashʿath, *Sunan Abī Dāʾūd*, Bāb Ayy Waqt Yakhṭub Yawm al-Naḥr (India: Al-Maktabah al-Raḥīmīyah, Deoband, 1375H), 270:1

[20] قشیری، مسلم بن حجاج، **مسلم**، 1/397

Qushayrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1/397

[21] راشدی، **خطبہ حجۃ الوداع: اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور**، (گوجرانوالہ: الشریعہ اکادمی، اکتوبر 2011ء) ط: دوم، 68۔69

Rāshidī, *Khuṭbah Ḥajjat al-Widāʿ: Islāmī Taʿlīmāt kā ʿĀlamī Manshūr*, (Gujranwala: Al-Sharīʿah Academy, October 2011), Ṭ: Dūm, 68–69

[22] المائدۃ5:3

Al-Māʾidah 3:5

[23] منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، **رحمۃ للعالمین**ﷺ(دہلی: حنیف بک ڈپو، س ن)1:265

Manṣūrpūrī, Muḥammad Sulaymān Salmān, *Raḥmat lil-ʿĀlamīn* ﷺ(Delhi: Ḥanīf Book Depot, S.N.), 265:1

[24] راشدی، **خطبہ حجۃ الوداع: اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور**، 73–76

Rāshidī, *Khuṭbah Ḥajjat al-Widāʿ: Islāmī Taʿlīmāt kā ʿĀlamī Manshūr*, 73–76

[25] راشدی، **خطبہ حجۃ الوداع: اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور**، 91–94

Rāshidī, *Khuṭbah Ḥajjat al-Widāʿ: Islāmī Taʿlīmāt kā ʿĀlamī Manshūr*, 91–94

[26] راشدی، **خطبہ حجۃ الوداع: اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور**، 106–119

Rāshidī, *Khuṭbah Ḥajjat al-Widāʿ: Islāmī Taʿlīmāt kā ʿĀlamī Manshūr*, 106–119

[27] جوزی، امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی، **فضائل القدس**، (بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، 1400ھ 1980ء)72

Jawzī, Imām Abū al-Faraj ʿAbd al-Raḥmān bin ʿAlī, *Faḍāʾil al-Quds*, (Beirut: Dār al-Āfāq al-Jadīdah, 1400H/1980), 72

[28] المائدۃ5:21

Al-Māʾidah 21:5

[29] السویدان، ڈاکٹر طارق محمود، **فلسطین التاریخ المصور**، (کویت: الابداع الفکری، س ن)

Al-Suwaidān, Dr. Ṭāriq Maḥmūd, *Filasṭīn: Al-Tārīkh al-Muṣawwar*, (Kuwait: Al-Ibdāʿ al-Fikrī, S.N.)

[30] راشدی، **مسئلہ فلسطین**(نوشہرہ: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ خالق آباد، نومبر 2023ء)98

Rāshidī, *Masʾalah Filasṭīn*, (Nowshera: Al-Qāsim Academy, Jāmiʿah Abū Hurayrah, Khāliq Ābād, November 2023), 98

[31] درانی، حافظ ابو الاعلیٰ، **سفر مسجد اقصیٰ اور ارض فلسطین کی روح افزا روئیداد**، https://siratemustaqeem.mjah.org.uk

Durānī, Ḥāfiẓ Abū al-Aʿlā, *Safar Masjid Aqṣā aur Arḍ Filasṭīn kī Rūḥ-afzā Rūʾīdād*, https://siratemustaqeem.mjah.org.uk

[32] راشدی، **مسئلہ فلسطین**(نوشہرہ: القاسم اکیڈمی، نومبر 2023ء)25–26

Rāshidī, *Masʾalah Filasṭīn*, 25–26

[33] تھانوی، مولانا اشرف علی، **بوادر النوادر**، (لاہور: ادارہ اسلامیات، 1405ھ، 1985ء)458–460

Thānawī, Mawlānā Ashraf ʿAlī, *Bawādir al-Nawādir*, (Lahore: Idārah Islāmīyāt, 1405H/1985), 458–460

[34] راشدی، **مسئلہ فلسطین**، 165–167

Rāshidī, *Masʾalah Filasṭīn*, 165–167

[35] عصر 3:103

Al-ʿAṣr 3:103

[36] آل عمران 110:3

Āl ʿImrān 110:3

[37] راشدی، **تبلیغی جماعت** (گوجرانوالہ: مکتبہ ختم نبوت، اپریل 2024ء) 61

Rāshidī, *Tablīghī Jamāʿat*, (Gujranwala: Maktabah Khatm-e-Nubuwwat, April 2024), 61

[38] راشدی، **تبلیغی جماعت**، 141–144

Rāshidī, *Tablīghī Jamāʿat*, 141–144

[39] طٰہٰ 114:20

Ṭāhā 114:20

[40] الزمر 9:39

Al-Zumar 9:39

[41] المجادلۃ 11:58

Al-Mujādilah 11:58

[42] راشدی، **علم کے تقاضے اور علماء کی ذمہ داریاں**، (گوجرانوالہ: الشریعہ اکادمی، جولائی 2024ء) ط: اول، 33۔34

Rāshidī, *ʿIlm ke Taqāzay aur ʿUlamāʾ kī Zimmedāriyān*, (Gujranwala: Al-Sharīʿah Academy, July 2024), Ṭ: Awwal, 33–34

[43] راشدی، **علم کے تقاضے اور علماء کی ذمہ داریاں**، 210–212

Rāshidī, *ʿIlm ke Taqāzay aur ʿUlamāʾ kī Zimmedāriyān*, 210–212

[44] راشدی، **علم کے تقاضے اور علماء کی ذمہ داریاں**، 222

Rāshidī, *ʿIlm ke Taqāzay aur ʿUlamāʾ kī Zimmedāriyān*, 222

[45] راشدی، **علم کے تقاضے اور علماء کی ذمہ داریاں**، 243

Rāshidī, *ʿIlm ke Taqāzay aur ʿUlamāʾ kī Zimmedāriyān*, 243